منظر، حصولِ تعلیم، بیعت وخلافت، اخلاق وکردار، رشد وہدایت، اولاد وخلفاء، اندازِ تربیت اورانتظامی صلاحیتوں جیسے اہم موضوعات پر روشنی ڈالتا ہے۔ بہت سے محققین نے اپنی گراں قدر تصانیف میں ان تمام وسیع معلومات کا بہ اختصار احاطہ بھی کیا ہے (۱۴) جن کا مطالعہ محققین اور شائقین کے لیے یکساں سودمند ہوسکتا ہے۔

حضرت تونسوی کے مناقب وملفوظات

آپ کے صوری ومعنوی امتیازات میں سے ایک یہ وصفِ خاص بھی ہے کہ آپ کے مناقب وملفوظات کی کتابیں کثرت سے لکھی گئیں۔ یہ امر آپ کی غیر معمولی مقبولیت کی دلیل ہے اور بلاشبہ آپ کی کرامات میں سے ہے۔ برصغیر کی تاریخِ تصوف میں اور کسی ایک شیخِ طریقت کے بارے میں اتنا عصری تحریری مواد نہیں ملتا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات کے کئی مجموعے مرتب ہوئے مگر ان میں سے بیشتر محفوظ نہ رہ سکے۔ (۱۵) اس کے علاوہ حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ کے متعدد مناقب وملفوظات موجود ہیں (۱۶) مگر ان میں سے بعض کے وضعی اور الحاقی ہونے کے قوی شواہد ملتے ہیں (۱۷)۔ ایسی صورتِ حال میں یہ واحد مثال باقی رہ جاتی ہے کہ کسی ایک شیخِ طریقت کے بارے میں اس کے معاصر عہد میں لکھا جانے والا اتنا بڑا مستند ذخیرۂ مناقب وملفوظات موجود ہے۔ آپ کے مطبوعہ مناقب وملفوظات کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

۱۔ نافع السالکین از مولانا امام الدین (۱۸)

۲۔ مناقبِ سلیمانی از غلام محمد خان جھجھری (۱۹)

۳۔ مناقبِ المحبوبین از حاجی نجم الدین سلیمانی (۲۰)

۴۔ خاتمِ سلمانی از مولوی اللہ بخش بلوچ (۲۱)

۵۔ انتخابِ مناقبِ سلیمانیہ/منتخب المناقب از یار محمد پاک پتنی (۲۲)

۶۔ سیرتِ سلیمان، مولوی صالح محمد تونسوی (۲۳)

کم وبیش اتنی ہی تعداد غیر مطبوعہ مناقب وملفوظات کی بھی ہے۔ ان میں سے اہم کتب یہ ہیں: ملفوظات از مولانا غلام حیدر (۲۴) راحت العاشقین از محمد درزی (۲۵) مناقبِ شریفہ از احمد یار پاک پتنی، مناقبِ سلیمانیہ از نبی بخش، مناقبِ سلیمانیہ منظوم از خدا بخش تونسوی اور منتخب الاسرار از خدا بخش تونسوی، ان تمام کتابوں کے گنے چنے قلمی نسخے دست یاب ہیں۔ ان کے معدوم ہوجانے سے پہلے ان کے متون اور تراجم کی، سیر حاصل حواشی وتعلیقات کے ساتھ اشاعت بہت ضروری ہے تا کہ علم وعرفان وتاریخ کا یہ گراں قدر سرمایہ آنے والی نسلوں کو منتقل ہو سکے۔

اعلیٰ حضرت تونسوی کے مناقب وملفوظات کے اس عظیم اور وسیع ذخیرے میں مناقب المحبوبین کو گلِ سرسبد کی حیثیت حاصل ہے۔ کتاب کے تعارف سے پہلے اس کے مؤلف کا کچھ ذکرِ خیر ضروری ہے۔

مناقب المحبوبین کے مؤلف حضرت محمد نجم الدین سلیمانی فاروقی اعلیٰ حضرت تونسوی کے اکابر خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ دبستانِ سلیمان میں سب سے زیادہ تصنیف وتالیف کا کام بھی آپ ہی نے کیا ہے۔ آپ کے احوال وکوائف کا مستند ترین ماخذ خود مناقب المحبوبین ہی ہے جس کے آخر میں آپ کے تفصیلی حالات اور بہت سے مشاہدات ومکاشفات بھی لکھے گئے ہیں۔(۲۶) ان میں سے اکثر واقعات کے راوی آپ خود ہیں۔ چند محققین نے آپ کے کوائف کا خصوصی ذکر کیا ہے اور آپ کی عرفانی وادبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔(۲۷) شیخ محمد نجم الدین سلیمانی اپنے پیر ومرشد کے منظورِ نظر تھے اور اعلیٰ حضرت تونسوی ان کی طلب صادق کی بہت قدر فرماتے تھے۔

آپ ۳ رمضان ۱۲۳۴ھ/ ۲۶ جون ۱۸۱۹ء کو جے پور، ہندوستان کے مضافات میں واقع مشہور قصبے جھونجھوں میں، ایک صاحبِ علم وفضل خاندان میں پیدا ہوئے۔ اس فاروقی خاندان کا سلسلۂ نسب سلطان التارکین حضرت خواجہ حمید الدین سوالی ناگوری رحمہ اللہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والدِ گرامی شیخ احمد بخش فاروقی، نقشبندی سلسلے سے وابستہ تھے۔ گھر کا ماحول دینی اور صوفیانہ تھا۔ اسی ماحول میں پرورش پائی اور عشق وعرفان کے رنگ میں رنگے گئے۔ اکابر علماء سے تحصیلِ علم کی۔

ابتدا ہی سے زہد وریاضت، خلوت اور مطالعۂ کتبِ تصوف کی طرف مائل تھے۔ طلب مرشد روز بہ روز شدت اختیار کرتی گئی۔ آخر کار ایک روحانی اشارے کے تحت ۱۲ شعبان ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء کو تونسہ شریف حاضر ہوگئے اور شاہ محمد سلیمان تونسوی سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ آپ چھے ماہ پیرومرشد کی خدمت میں گزارتے، تین ماہ خواجگانِ چشت کے مزارات کے سفرِ زیارت میں اور بقیہ تین ماہ اپنے آبائی علاقے میں قیام فرماتے۔ حضرت تونسوی کے وصال کے بعد مستقلاً وطن میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت تونسوی نے آپ کو پاک پتن شریف میں ۶ محرم ۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۸ء کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ ۱۲۵۶ھ/ ۱۸۴۰ء میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ پیر ۱۹ رمضان ۱۲۸۷ھ/ ۱۳ دسمبر ۱۸۷۰ء کو صبحِ صادق کے وقت واصل بہ حق ہوئے۔ مزارِ مبارک فتح پور، راجستھان، ہندوستان میں مرجعِ خاص وعام ہے۔

آپ نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ آپ کے تینوں فرزند مولانا محمد نصیر الدین، شاہ عبداللطیف، اور شاہ نور احمد صاحب علم وعمل اور صاحب ارشاد تھے۔ شاہ عبداللطیف نے جودھ پور میں خانقاہ قائم کی۔ شاہ نور احمد فتح پور میں رہے۔ وہ عمدہ شاعر اور ادیب تھے۔ مولانا محمد نصیر الدین اپنے عظیم المرتبت والد کے سجادہ نشین ہوئے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے فرزند سجادہ نشین بنے۔ مولانا غلام سرور کے خلف الرشید پیر محمد عارف حسین عارف اور پیر غلام جیلانی نجمی فاروقی اعلیٰ دینی وعرفانی اور علمی وادبی ذوق کے حامل ہیں۔ خاندان میں تصنیف وتالیف اور شعر وسخن کا ذوق بھی باقی ہے۔

خواجہ محمد نجم الدین سلیمانی کی دوسری اہلیہ سے ایک صاحبزادے علامہ محمد رمضان فاروقی بھی شریعت وطریقت کے شناور اور تصنیف وتالیف کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ان کی اولاد بھی موجود ہے اور بزرگانِ خاندان کے نقشِ قدم پر چل کر خانوادے کی عزت اور نیک نامی میں اضافے کا باعث ہے۔

صاحب مناقب المحبوبین کے خلفاء کثیر تعداد میں تھے۔ آپ نے راجپوتانہ کے اکثر

علاقوں میں خلفاء متعین کیے اور خانقاہیں قائم کرائیں۔ جے پور، جودھ پور، بیکانیر، اودھے پور اور اجمیر شریف میں ان کے خلفاء کرام نے چشتی نظامی سلیمانی سلسلۂ طریقت کی نشر واشاعت میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ آپ کے ایک خلیفہ پروفیسر حکیم سید محمد حسن امروہوی جید عالِم دین، حاذق طبیب، مقبول استاد اور عربی، فارسی اور اردو کے مسلمہ مصنف تھے۔ مختلف دینی اور متصوفانہ موضوعات پر آپ کی گیارہ تصانیف شائع ہوکر بے حد مقبول ہوئیں۔

خواجہ محمد نجم الدین سلیمانی نے فارسی اور اردو تصانیف کا جو ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے وہ مقدار اور معیار کے اعتبار سے بہت قابلِ قدر ہے۔ آپ کی تیرہ تصانیف اردو میں اور سترہ فارسی میں ہیں۔ اردو، ہندی اور فارسی شاعری میں بھی وہ بہت ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ راجستھان میں اردو کے فروغ میں آپ کی تصانیف کا بہت بڑا حصہ ہے۔ انیسویں صدی عیسوی میں، اس علاقے کا کوئی دوسرا شاعر اور مصنف ان کا ہم پلہ نظر نہیں آتا۔ آپ کی اردو نثری اور منظوم کتابوں کو مقامی عوام میں بے حد پذیرائی ملی۔ آپ کی بیشتر تصانیف شائع ہوچکی ہیں۔ کچھ غیر مطبوعہ بھی ہیں۔ آپ کی تمام مطبوعہ تصانیف کی نئی اشاعتوں اور غیر مطبوعہ تالیفات کی تدوین واشاعت کی شدید ضرورت ہے۔ آپ کے احوال وآثار کا جائزہ فارسی اور اردو میں پی ایچ ڈی کا عمدہ موضوع ہوسکتا ہے۔ صلاحیت اور ذوق والے کسی محقق کو ادھر متوجہ ہونا چاہیے۔

مناقب المحبوبین اور اس کی اہمیت

مناقب المحبوبین ایسی عظیم وجلیل کتاب ہے جو اپنے مؤلف کا نام زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔ یہ کتاب ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۶ء میں لکھی گئی۔ رام پور سے اس کی پہلی اشاعت ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء میں عمل میں آئی۔ یہ دوسری بار ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی فیصل آبادی نے اس کا منتخب اردو ترجمہ کیا جو پہلی بار المعارف/ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور سے ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ اس ملخص ترجمے کی دوسری اشاعت ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔ اس کے بعد بھی کچھ اشاعتیں سامنے آچکی ہیں۔

مناقب المحبوبین کئی حوالوں سے نہایت اہم کتاب ہے۔ (۲۸) یہ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی اور آپ کے خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے مشائخ، اخلاف اور خلفاء کا جامع ترین اور مستند ترین تذکرہ ہے۔ اس کی جامعیت اور بہترین ترتیب اسے ان حضرات کے دیگر ذخیرۂ مناقب وملفوظات سے ممتاز کرتی ہے۔ مصنف نے کئی ثقہ کتابوں اور راویوں سے روایات نقل کی ہیں اور نقلِ قول میں امانت ودیانت کے اصولوں سے کہیں انحراف نہیں کیا۔ انہوں نے اکثر وبیشتر اپنے منابع کا وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بہت سے مشاہدات ومسموعات بھی شاملِ کتاب کیے ہیں جس سے اس تصنیف کی اہمیت دو چند ہوگئی ہے۔ مناقب المحبوبین کی نثر، برصغیر میں لکھی جانے والی فارسی نثر کا بہترین نمونہ ہے۔ جابہ جا برمحل فارسی، اردو اور پنجابی اشعار اس کے حسن اور تاثیر میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس کتاب میں کثرت سے مقامی الفاظ بھی موجود ہیں جن سے اُس دور کے مقبول فارسی اسلوبِ نگارش کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں کئی مقامی رجال واماکن کے نام بھی محفوظ ہو گئے ہیں۔

حضرت تونسوی اور آپ کے مشائخِ کرام کے احوال وکوائف کے ضمن میں اسے ایک مستند ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے تفصیلی حالاتِ زندگی، خاندانی پس منظر، تعلیمی وتدریسی مصروفیات، اپنے مرشد سے والہانہ عقیدت وعشق، عطائے خلافت، اخلاق وکردار، عائلی زندگی اور اسلوبِ تربیت کے بارے میں مناقب المحبوبین میں اتنی جامع اور مستند معلومات موجود ہیں کہ یہ اس موضوع پر کسی دوسرے ماخذ سے بے نیاز کردیتی ہے۔ یہ ایک ایسا بصیرت افروز آئینہ ہے جس میں حضرت تونسوی کی ہمہ پہلو شخصیت کے نمایاں خدوخال اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں آپ کے ذوقِ سماع اور پسندیدہ کلام کی تفصیلات بھی ملتی ہیں اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ برصغیر کے مشائخ، خصوصاً چشتی بزرگوں کے ہاں حضرت احمد جام، خاقانی، مولانا جلال الدین رومی، سعدی شیرازی، امیر خسرو، حسن دہلوی، حافظ شیرازی، ابن یمین، مولانا نورالدین، عبدالرحمٰن جامی اور ہلالی چغتائی جیسے معروف فارسی شعراء کو

کیا قدر ومنزلت حاصل تھی۔ خاص طور پر مثنویِ معنوی، دیوانِ حافظ اور مولانا جامی کی منظوم ومنثور تصانیف کی بے پناہ مقبولیت کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں فالِ دیوانِ حافظ کے متعدد شواہد بھی موجود ہیں۔ اس میں موجود مقامی زبانوں کے الفاظ اور جملے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ عظیم صوفیہ مقامی زبانوں کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔ یہ قدسی صفات حضرات جب عوام الناس سے انہی کی زبانوں میں بات کرتے تھے تو ان کی باتیں لوگوں کے دل میں گھر کر لیتی تھیں۔ ان حضرات کا رہن سہن بھی عوامی تھا۔ یہ خود کو عوام کی دسترس سے دور رکھنے کے قائل نہ تھے بلکہ ہر دکھ سکھ میں، قدم قدم پر بہ راہِ راست ان کے ساتھ شریک رہنے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

مناقب المحبوبین سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت تونسوی کتنی غیر معمولی شخصیت کے حامل اور انسانی نفسیات کے کتنے بڑے نبّاض تھے۔ آپ کا ایک خاص اندازِ تربیت تھا جس کی بنیاد اخلاص اور شفقت ومحبت پر استوار تھی اور ضرورت کے وقت تنبیہ وتادیب سے بھی علاج کیا جاتا تھا۔ آپ تمام مسلمانوں، غیر مسلموں اور جانوروں پر شفیق تھے اور ان کا دکھ درد محسوس کرتے تھے۔ آپ کو اتباعِ شریعت کا خیال رہتا تھا اور معاشرے کی زبوں حالی اور اسلامی وانسانی اقدار کی پامالی پر آپ دکھی ہوجاتے تھے۔ علوم وفنون کی نشر واشاعت میں آپ کا اہتمام، طلبہ اور علماء کی قدر افزائی اور متوسلین کی دل داری آپ اس تسلسل اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے شخصی معمولات کی تفصیلی جزئیات بھی ملتی ہیں اور آپ کی اعلیٰ ترین روحانی کیفیات کا بیان بھی ہے جس سے اکابر مشائخ کے باطنی احوال کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

مناقب المحبوبین خانقاہِ سلیمانیہ کی اہم ترین تاریخی دستاویز ہے۔ اس میں حضرت تونسوی کے کئی خلفاء، اہم مریدین، درویشوں، قوالوں اور خادموں کا ذکر ملتا ہے۔ مناقب المحبوبین میں میاں محمد بخش حکیم پاک پتنی، مولوی محمد حسین پشاوری، مولانا محمد علی مکھڈی اور شاہ محمد علی خیر آبادی جیسے کئی ایسے شاعروں کا فارسی اور اردو نمونہ کلام بھی محفوظ ہے جن کا ذکر شاعروں کے کسی بھی تذکرے میں موجود نہیں ہے۔ تصوف کی ان تمام کتابوں کے کوائف بھی ملتے ہیں جن کی تونسہ

شریف میں باقاعدہ تدریس ہوتی تھی۔ یہ درس خود حضرت شیخ دیتے تھے یا آپ کے متعین کردہ نائبین۔ ان میں سے چند اہم کتابیں یہ ہیں: احیاء العلوم، فتوحاتِ مکیہ، فصوص الحکم، مثنوی معنوی، فوائد الفواد، سیر الاولیاء، نفحات الانس، لوائح، شرح لمعاتِ جامی، فقرات، نقدِ فصوص، آداب الطالبین، رسالہ تقسیم اوقات، عشرۂ کاملہ، سواء السبیل، تسنیم، کشکول کلیمی اور مرقع کلیمی۔ مناقب المحبوبین میں کئی ایسی نایاب کتابوں کے اقتباسات بھی دیے گئے ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوئیں اور ان کے قلمی نسخے بھی کم ہی رہ گئے ہیں۔ مصنف نے اپنے بعض پیش رو مناقب نگاروں اور ملفوظات نویسوں کے کچھ بیانات پر مفید بحث بھی کی ہے جس سے ان کی محققانہ بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ منابع ایسے بھی ہیں جن کا بدقسمتی سے اب کوئی سراغ نہیں ملتا۔

مناقب المحبوبین اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں ڈیرہ غازی خان، بہاول پور، ملتان اور گرد ونواح کے علاقوں کی سیاسی وسماجی تاریخ کے لحاظ سے بھی بہت اہم ہے۔ اس علاقے کی سیاسی وسماجی تاریخ کا قدیم تحریری سرمایہ بہت قلیل ہے۔ اس کتاب میں اس کی خاصی جھلکیاں محفوظ ہوگئی ہیں۔ مناقب المحبوبین میں موجود ان روایات کی مدد کے بغیر ان علاقوں کی تاریخ قطعاً مکمل نہیں ہوسکتی۔ خطے میں انگریزوں، افغانوں اور سکھوں کے عروج وزوال کی کچھ تفاصیل اس میں محفوظ ہوگئی ہیں۔

یہ ہیں وہ تمام اہم خصوصیات جن کی بنا پر مناقب المحبوبین کو چشتی نظامی سلسلے کے منابع میں کلیدی اہمیت حاصل رہی ہے اور رہے گی۔

☆☆☆☆☆

حوالے اور حواشی

(۱) نظامی، پروفیسر خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، اسلام آباد، دارالمصنفین، ۱۹۸۲ء، ص ۳۲۷

(۲) ہادی خان، غلام محمد، مناقب حافظیہ، حالات وملفوظاتِ حافظ محمد علی خیر آبادی، کان پور، مطبع احمدی، ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء، ص ۱۴

(۳) نظامی، (۱۹۸۲ء)، ص ۳۲۷

(۴) الحسنی، عبدالحی، نزہۃ الخواطر، حیدرآباد، دائرۃ المعارف عثمانیہ، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء، ج ۷، ص ۲۰۴

(۵) سید احمد خان، سر، آثار الصنادید، مرتب: خلیق انجم، دہلی، اردو اکادمی، ۱۹۹۲ء، ج ۲، ص ۲۷

(۶) (الف) محمد اقبال، علامہ، اقبال نامہ، مرتب: شیخ عطاء اللہ، لاہور ۱۹۵۱ء، حصہ دوم ص ۳۷۷

(ب) محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ مکاتیب اقبال، مرتب: سید مظفر حسین برنی، دہلی، اردو اکادمی، ۱۹۹۳ء، ج ۳، ص ۱۳۶

(۷) رکن الدین، مقابیس المجالس، اردو ترجمہ: واحد بخش سیال، لاہور، الفصیل، س ۔ ن، ص ۲۷۰، ۴۴۱، ۶۲، ۱۰۷

(8) Carl W. Ernst and Bruce B. Lawrence, Sufi Martyrs of Love: The Chisti Order in South Asia And Beyond, Palgrave Macmillan, USA, 2002,p. 108

(9) Ibid, p.19

(10) Ibid, p. 103

(11) Ibid, p. 108

(12) Ibid, p. 108

(13) A. Siddiqi, M. Zameer uddin, "The Resurgence of Chishti Silsila in the Punjab during the Eighteenth Century," Proceeding of the Indian History Congress 1970. bol. 1., p. 409

b. David Gilmartin, "Shrines, Successions and Sources of Moral Authority," in Barbara Daly Metcalf, ed. Moral Conduct and Authority, Barkeley and Los Angeles, University of California Press, 1984, pp.222-40

c. Rizvi, Saiyid Athar Abbas, A History of Sufism in India, Lahore Suhail Academy, 2004, vol.2, 312-6

(و) آریا، دکتر غلام علی، طریقۂ چشتیہ درہند و پاکستان وخدماتِ پیروانِ این طریقہ بہ فرہنگِ اسلامی

وایران، تہران، زوار، ۱۳۶۵ش/ ۷ ـ ۱۹۸۶ء

(۱۴) الف ـ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، جلد ۱۹، ۱۹۸۶ء، ص ۵ ـ ۴۳۲

ب ـ دانشنامۂ ادب فارسی، ادب فارسی در شبہ قارہ، جلد چہارم، بخش سوم، بہ سرپرستی حسن انوشہ، تہران، ۱۳۸۰ش/ ۲۰۰۱ء، ص ۱ ـ ۲۲۳۰

ج ـ للہی، محمد حسین، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن ۱۹۷۹ء

د. ظہور الدین احمد، ڈاکٹر، پاکستان میں فارسی ادب، لاہور، ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہِ پنجاب، ۱۹۸۵ء، ج ۴، ص ۲۴ ـ ۳۱۸

ہ ـ قدوسی، اعجاز الحق، تذکرہ اولیائے پنجاب، لاہور، کتب خانۂ نشانِ اسلام، ص ۳۴۴ ـ ۳۹۴

و ـ افتخار احمد چشتی سلیمانی، پروفیسر، تذکرۂ خواجگانِ تونسوی، جلد اول، فیصل آباد، چشتیہ اکادمی، ۱۹۸۵ء

ز ـ قاضی جاوید، پنجاب کے صوفی دانشور، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۷۹ء، ص ۲۴۰

ح ـ روبینہ ترین، ڈاکٹر، ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، ملتان، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ۱۹۸۹ء، ص ۳۴۶ ـ ۳۱۳

T. S. Moinul Haq, "Sufi Shaykhs and Sufi Poets in the 17th, 18th and 19th Centuries," Journal of the Pakistan Historical Society, 25/ii, 1977, pp. 77-124.

(۱۵) فاروقی، پروفیسر نثار احمد، نقدِ ملفوظات، لاہور، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۸۹ء، ص ۹ ـ ۱۲۸

(۱۶) الف ـ علاء الدین الحسینی، خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم، بہ تصحیح ڈاکٹر غلام سرور، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

ب ـ علاء الدین الحسینی، جامع العلوم، بہ تصحیح قاضی سجاد حسین، دہلی، ۱۹۸۷ء

ج ـ احمد بدنی، سراج الہدایہ، بہ تصحیح قاضی سجاد حسین، دہلی ۱۹۸۳ء

(۱۷) جامع العلوم، قاضی سجاد حسین، ص ۴ ـ ۴۳

(۱۸) لاہور، ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء ـ صاحبزادہ محمد حسین للہی نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے: تذکرۂ حضرت

خواجہ سلیمان تونسوی ، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء ترجمے کے دیباچے میں جامعِ ملفوظات مولانا امام الدین کے تعارف اور کتاب کے اسلوبِ نگارش پر تبصرے کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

(۱۹) دہلی، ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء

(۲۰) اس کی پہلی اشاعت مطبع محمد حسن، رام پور سے ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں ہوئی جو نایاب ہے۔ دوسری اشاعت مطبع محمدی، لاہور سے ۱۳۱۲ھ/۱۳۹۴ء میں ہوئی۔ اس اشاعت کے بھی بہت ہی کم نسخے موجود ہیں۔

(۲۱) لاہور، خادم التعلیم اسٹیم پریس، ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

(۲۲) لاہور، ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء

(۲۳) ۱۹۳۵ء

(۲۴) اس کے دو قلمی نسخوں کے عکس میسر آئے ہیں اور اس کے متن کی تدوین کا کام جاری ہے

(۲۵) اس کا اردو ترجمہ عنایت اللہ چشتی میروی تونسوی نے کیا ہے جو ۲۰۰۷ء میں مکھڈ شریف سے شائع ہوا ہے۔

(۲۷) الف۔ نظامی (۱۹۸۲) ص ۱۶۔۴۰۱

(ب) سلیمانی، محمد نجم الدین، مناقب الحبیب، اردو ترجمہ: مولانا محمد رمضان فاروقی چشتی، فتح پور، راجستھان، خواجہ سرور کتاب گھر، اشاعت سوم، ۱۴۱۹ھ، تعارف مصنف از پیر محمد حسین عارف، ص ۷۔۲۲

C. Rizvi, (2004), Vol. 2., p.314

(۲۸) الف۔ تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، پانچویں جلد، فارسی ادب (سوم)، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۴۔۲۳۱

(ب) دانشنامۂ ادب فارسی، (۱۳۸۰ش)، ص ۲۴ ۲۵

مناقب المحبوبین : ایک اہم چشتی مجموعۂ ملفوظات

ڈاکٹر معین الدین نظامی ☆

Abstract

Manaqib al- Mahboobyn by Najm al-Din Sulaimani is one of the most authentic sources of Chishti Nizami Sufi Order in the Punjab having some brief notes on Chishti Sufis' chain. It is a comprehensive Tazkira of Khwaja Noor Muhammad Maharvi and Khwaja Sulaiman Taunsvi. It is a masterpiece of Persian prose of its times in the sub-continent and an important record of some contemporary historic events of the Punjab as well. All these aspects have been highlighted in this article.

مناقب المحبوبین چشتی نظامی سلسلۂ طریقت کے ذخیرۂ علم وعرفان کی ایک عظیم کتاب ہے۔ یہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے سلیمانِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء ۷صفر ۱۲۶۷ھ/۱۲دسمبر ۱۸۵۰ء) کے عالی قدر مناقب اور روح پرور ملفوظات کا اہم ترین مجموعہ ہے۔

اعلیٰ حضرت تونسوی نے مسلمانوں کے عہدِ زوال میں دین وعرفان کی نشر واشاعت کے لیے جو غیر معمولی خدمات انجام دیں، وہ ہماری دینی وملی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ آپ کے ارشاد وتلقین سے ہزاروں تشنگانِ طریقت کی سیرابی ہوئی۔ (۱) آپ نے تقریباً ستر جلیل القدر خلفاء کی تربیت کی (۲) جنہوں نے برصغیر کے اطراف واکناف میں خانقاہیں قائم کیں

☆ پروفیسر فارسی، کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

اور رشد وہدایت کے وہ چراغ جلائے کہ ایک بار پھر صوفیۂ متقدمین کی خانقاہوں کے نقشے آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔(۳)

خواجہ تونسوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے اہم ترین شیخِ طریقت تھے۔آپ کے دور میں چشتی مشائخ میں آپ سے زیادہ معروف اور مقبول کوئی نہیں تھا۔آپ کو قوی جذبۂ الٰہی ودیعت کیا گیا تھا اور مخلوق کو راہِ حق پر لانے میں آپ کو بے مثال کامیابی نصیب ہوئی۔(۴) سرسید احمد خان کے بہ قول آپ کا شہرہ قاف سے قاف تک پہنچا ہے۔(۵) علامہ اقبال نے بھی آپ کی شخصیت وخدمات کی عظمت واہمیت کے پیشِ نظر لکھا ہے کہ: ''جس قوم میں خواجہ سلیمان تونسوی، شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی اور خواجہ فرید چاچڑاں شریف والے، اب اس زمانے میں بھی پیدا ہوسکتے ہیں، اس کی روحانیت کا خزانہ ابھی ختم نہیں ہوا''۔(۶) خود حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بھی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کو بہت اخلاص وارادت سے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔(۷)

امریکہ اور یورپ کے بعض معاصر محققین بہ جاطور پر چشتی سلسلے کے اہم ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ان کی رائے میں اعلیٰ حضرت تونسوی اپنے دور میں چشتی سلسلے کے مجدد تھے اور آپ نے سلسلے کا احیاء کیا۔(۸) آپ کا سلسلۂ طریقت اتنا فروغ پذیر ہوا کہ اسے چشتی نظامی سلسلے کی سلیمانی شاخ کے نام سے یاد کیا جانا چاہیے۔(۹) تونسہ شریف کی سلیمانی خانقاہ، اپنے عہد کے پنجاب میں پاک پتن شریف کی چشتی خانقاہ کے بعد سب سے بڑی اور فعال ترین خانقاہ تھی۔(۱۰)

اعلیٰ حضرت تونسوی کی عظیم الشان خانقاہ سرچشمۂ عشق وعرفان بھی تھی اور ایک وسیع یونیورسٹی بھی۔(۱۱) بلکہ آپ کے اکثر وبیشتر خلفاء کی خانقاہوں میں بھی معیاری مدارس قائم ہوئے اور علوم وفنون کی نشر واشاعت کا ایک بہت بڑا سلسلہ وجود میں آیا۔(۱۲) خانقاہِ سلیمانیہ کی مرکزیت واہمیت اور اس کی یادگار خدمات کو متعدد محققین نے خراجِ ستائش پیش کیا ہے۔(۱۳)

اعلیٰ حضرت تونسوی کی شخصیت وخدمات کے سلسلے میں اچھا خاصا تحریری سرمایہ موجود ہے۔فارسی، اردو اور انگریزی زبانوں میں موجود یہ ذخیرہ آپ کے حالاتِ زندگی، خاندانی پس